حصّۂ نظم

۱۔ حمد

رشیدافروزؔ

پہلی بات : کہتے ہیں ایک بادشاہ ایسا بھی گزرا ہے جسے اپنی تعریف بالکل پسند نہ تھی۔ایک دن اس کے دربار میں ایک شاعر اپنی کسی غرض سے پہنچا اور آدابِ شاہی کے مطابق سلام کرنے کے بعد عرض کیا: 'حضورِ عالی! میں جانتا ہوں کہ آپ سارے بادشاہوں میں اس لحاظ سے مختلف ہیں کہ آپ کو اپنی تعریف قطعی پسند نہیں اس لیے میں آپ کی شان میں تعریفی کلمات ادا کیے بغیر ہی اپنی ضرورت بیان کرتا ہوں۔ بادشاہ کو اس کا اندازِ تخاطب پسند آیا۔ بادشاہ نے کہا: تم سچ کہتے ہو۔ اور اس کی ضرورت پوری کردی۔

اگر آپ غور کریں تو محسوس ہوگا کہ کھلے طور پر نہ سہی، اس عقل مند شاعر نے بادشاہ کی ایک خوبی بیان کرکے بہر حال بادشاہ کی تعریف کر ہی ڈالی جو بادشاہ کو پسند آئی۔ یہ حقیقت ہے کہ تعریف کرنے والا تعریف سننے والے کے دل میں جگہ بنا لیتا ہے۔ البتہ جھوٹی تعریف سے ہمیں پرہیز کرنا چاہیے۔

اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کی تعریف حمد کہلاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری کائنات اور اس جیسی ہزار ہا کائناتوں کا خالق ہے۔ اسی نے ہر شے کو پیدا کیا ہے۔ شاعروں کے قلم میں تاثیر بھی اسی کی عطا ہے۔ حمد میں شاعر اللہ تعالیٰ کی قدرت بیان کرتا اور اس کی مختلف صفات کا ذکر کرتا ہے۔

خدائے بزرگ و برتر جو پروردگارِ عالم اور کارساز بھی ہے، اپنی مخلوقات پر مہربان ہے، کائنات کی ہر چیز سے اس کی قدرت اور کاریگری ظاہر ہے۔ اس کی نعمتیں ہر وقت بارش کی طرح برس رہی ہیں۔ اس کا حق ہے کہ ہم اس کی تعریف بیان کریں۔ ذیل کی حمد میں یہی خیال خوب صورت انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

جان پہچان : رشید افروزؔ یکم اکتوبر ۱۹۴۵ء کو احمد آباد میں پیدا ہوئے۔ ان کا اصل نام شیخ عبدالرشید ہے۔ انھوں نے آرٹس اور کامرس میں ماسٹر کی ڈگریاں حاصل کی ہیں اور وکالت کی ڈگری بھی رکھتے ہیں۔ کچھ برس وہ احمد آباد کے انجمن ہائی اسکول میں ریاضی کے مدرّس رہے، پھر بینک آف بڑودہ میں ملازمت کرنے لگے۔ رشید افروزؔ سینئر منیجر کے عہدے سے وظیفہ یاب ہوئے ہیں۔ اُن کی شاعری کا مجموعہ 'نفی' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ انھوں نے بعض مضامین کا گجراتی زبان میں ترجمہ بھی کیا ہے۔

رہ گزر کوئی ہو ، منزل کا تقاضا تو ہے
دل نے جس وقت ، جہاں دل سے پکارا ، تو ہے

چشمِ بینا کو بصیرت ، دلِ محزوں کو یقیں
ڈوبتی آس کو تنکے کا سہارا تو ہے

اپنے محور پہ ہیں گردش میں اگر شمس و قمر
جس کے قبضے میں ہے انجامِ زمانہ ، تو ہے

چاند سؤرج ترے اوصاف بیاں کرتے ہیں
ہم فقط نور کا پرتو ہیں ، سراپا تو ہے

رات اور دن ہیں پروئے ہوئے موتی کی طرح
ظلمتِ شب میں نئے دن کا وسیلہ تو ہے

صبحِ صادق کی سپیدی تری عظمت کا نشاں　　سجدہ کرتا ہے جسے شب کا اندھیرا ، تو ہے
تجھ سے بڑھ کر کوئی شفقت نہیں کرنے والا　　تیرا ہمسر ہے نہ ثانی کوئی ، یکتا تو ہے
تو جسے چاہے اُسے تخت دے ، تاراج کرے　　ملک تیرا ہے ، حکومت تری ، آقا تو ہے
سیکڑوں بار ہوا یوں ، مجھے ٹھوکر بھی لگی　　میں جو گرنے سے ہوں محفوظ ، سہارا تو ہے
جب مدد کے لیے موجود کہیں کوئی نہ تھا　　دِل نے اُمید جگائی ، مرے مولا ، تو ہے

خود کو دیکھوں تو دِکھائی نہیں دیتا کچھ بھی
تجھ کو سوچوں تو ہر اِک شے میں سمایا تو ہے

خلاصہ : دنیا میں مختلف مذاہب کا نصب العین صرف اللہ کی اطاعت ہے۔ ان کی راہیں اگرچہ مختلف ہیں مگر مقصد صرف ایک ہی ہے۔ اللہ ربّ العزّت کے ماننے والے صدق دل سے جہاں بھی اسے پکاریں، وہ وہاں موجود ہے۔ آدمی چاہے صدہا پریشانیوں کا شکار ہو مگر اسے آس اور اُمید صرف اللہ کی ذات سے لگی رہتی ہے۔ وہی آدمی کے دل کا یقین اور اس کی آنکھ کا نور ہے۔ اللہ تعالیٰ خالق کائنات اور آخرت کا مالک ہے۔ زمین، سورج اور چاند کی گردش اسی کے حکم کے تابع ہے۔ کائنات کے ذرّے ذرّے میں اسی کا نور بکھرا ہوا ہے۔ دن اور رات اسی کے حکم سے بدلتے ہیں۔ دن کی سفیدی سے رات اور رات کے اندھیرے سے دن کو اللہ تعالیٰ ہی نکالتا ہے۔ وہ یکتا ہے، اس کا کوئی ہمسر نہیں۔ وہ بڑا شفیق و مہربان ہے۔ اس کی قدرت سے بادشاہ فقیر اور فقیر بادشاہ ہو جائیں۔ اللہ ربّ العزّت کائنات کی ہر چیز کا سہارا ہے۔ اگر صدق دل سے اسے پکارا جائے تو اس کی مدد شاملِ حال ہوتی ہے۔ وہ اگرچہ ظاہری آنکھ سے دِکھائی نہیں دیتا مگر وہ ہر جگہ موجود ہے۔

معانی و اشارات

چشمِ بینا	دیکھنے والی آنکھ مراد سچائی کو پہچاننے والی آنکھ	ہمسر	برابری کرنے والا
بصیرت	مراد عقل وفہم	سپیدی	سفیدی
دلِ محزوں	غمگین دل	تاراج کرنا	برباد کرنا
پرتو	سایہ	اُمید جگانا	اُمید پیدا کرنا

مشقی سرگرمیاں

* نظم کا بغور مطالعہ کیجیے اور ذیل کی سرگرمیوں کو ہدایات کے مطابق مکمل کیجیے۔

۱۔ نظم کی صنف، شاعر کا نام اور تخلص لکھیے۔
۲۔ نظم میں بیان کی گئی اللہ تعالیٰ کی صفات کو تحریر کیجیے۔
۳۔ نظم سے صنعتِ تضاد کے اشعار نقل کیجیے اور متضاد الفاظ کو خط کشیدہ کیجیے۔
۴۔ 'قل ھو اللہ احد' اِس آیت کے مفہوم والا شعر نقل کیجیے۔
۵۔ نظم سے چار قافیے لکھیے۔
۶۔ نظم سے ہم معنی الفاظ کی جوڑیاں تلاش کر کے لکھیے۔
۷۔ حمد سے اپنی پسند کا ایک شعر لکھیے اور پسندیدگی کی وجہ بیان کیجیے۔
۸۔ 'نورٌ علیٰ نور' کی صفت والے شعر کو نقل کیجیے۔

* ذیل کے اشعار کی مختصر تشریح کیجیے۔

۱۔ تو جسے چاہے اُسے تخت دے، تاراج کرے
ملک تیرا ہے، حکومت تری، آقا تو ہے

۲۔ خود کو دیکھوں تو دِکھائی نہیں دیتا کچھ بھی
تجھ کو سوچوں تو ہر اک شے میں سمایا تو ہے

* نظم کے قافیوں کے علاوہ نظم سے دوسرے ہم صوت الفاظ تلاش کیجیے۔

* حمد سے وہ مصرع تلاش کیجیے جس میں ضرب المثل آئی ہے۔

* سائنس کی روشنی میں ان مصرعوں کی وضاحت کیجیے۔

۱۔ اپنے محور پہ ہیں گردش میں اگر شمس وقمر

۲۔ رات اور دن ہیں پروئے ہوئے موتی کی طرح

* ’حمد‘ سے زیرِ اضافت والی ترکیبیں تلاش کر کے لکھیے۔

* دیے ہوئے الفاظ کی مناسبت سے لفظ لکھیے۔

چشمِ بینا	دلِ محزوں

ڈوبتی آس کو	
ظلمتِ شب میں	

اضافی مطالعہ

علامہ اقبالؔ

ہندوستانی بچوں کا قومی گیت

چشتی نے جس زمیں میں پیغامِ حق سنایا
نانک نے جس چمن میں وحدت کا گیت گایا
تاتاریوں نے جس کو اپنا وطن بنایا
جس نے حجازیوں سے دشتِ عرب چھڑایا
میرا وطن وہی ہے، میرا وطن وہی ہے

یونانیوں کو جس نے حیران کردیا تھا
سارے جہاں کو جس نے علم و ہنر دیا تھا
مٹی کو جس کی حق نے زر کا اثر دیا تھا
ترکوں کا جس نے دامن ہیروں سے بھر دیا تھا
میرا وطن وہی ہے، میرا وطن وہی ہے

ٹوٹے تھے جو ستارے فارس کے آسماں سے
پھر تاب دے کے جس نے چمکائے کہکشاں سے
وحدت کی لے سنی تھی دنیا نے جس مکاں سے
میرِ عربؐ کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے
میرا وطن وہی ہے، میرا وطن وہی ہے

بندے کلیم جس کے، پربت جہاں کے سینا
نوحِؑ نبی کا آ کر ٹھہرا جہاں سفینہ
رفعت ہے جس زمیں کی بامِ فلک کا زینہ
جنت کی زندگی ہے جس کی فضا میں جینا
میرا وطن وہی ہے، میرا وطن وہی ہے

نظم کا مطالعہ کیجیے اور ذیل کی سرگرمیاں ہدایت کے مطابق مکمل کیجیے۔

* نظم میں مذکور ملکوں کے نام تحریر کیجیے۔
* نظم سے صنعتِ تلمیح کے اشعار نقل کر کے تلمیحی اجزا کو خط کشیدہ کیجیے۔
* نظم میں ’خدا کے ایک ہونے‘ کے لیے استعمال کی گئی صفت لکھیے۔
* نظم میں ہندوستان کی بیان کردہ خصوصیات/خوبیوں کی فہرست تیار کیجیے۔
* دنیا کو ہندوستان نے جن چیزوں سے نوازا ہے، ان کے نام لکھیے۔
* دیے ہوئے مصرعوں کے مفہوم کو واضح کیجیے۔

۱۔ نانک نے جس چمن میں وحدت کا گیت گایا
۲۔ مٹی کو جس کی حق نے زر کا اثر دیا تھا
۳۔ میرِ عربؐ کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے
۴۔ نوحِؑ نبی کا آ کر ٹھہرا جہاں سفینہ